نقدو نظر

# مظہری مغالطے

(قسط ۲)

ابوریحان سیالکوٹی

ساری دنیا میں مجتہد، صرف حضرت معاویہؓ، اصحابِ جمل و صفین اور حضرات حکمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی تو نہیں ہوئے اور اجتہادی غلطی بھی صرف انہی سے تو نہیں ہوئی، ان کے علاوہ اور بھی سیکڑوں مجتہدین ہوئے ہیں، ان سے بھی تو اجتہادی غلطیاں ہوئی ہوں گی۔ خطأ اجتہادی سے کسی مجتہد کا ذکر اگر اس کا کامل ہی ذکر خیر ہے تو قاضی صاحب ہی فرمائیں کہ کیا انھوں نے یہ کامل ذکرِ خیر دنیا وجہاں کے کسی اور مجتہد کا بھی کبھی کیا؟

اور واقعی جواب قاضی صاحب کے اس سوال کا یہ ہے کہ میں اپنی کتاب میں صحابہ کرامؓ کے ذکرِ بالخیر کی تفصیل "ذکرِ بالخیر کی انواع واقسام" کے مستقل عنوان کے تحت صفحہ ۳۱۲ سے صفحہ ۳۲۲ تک بیان کر چکا ہوں۔ اور قاضی صاحب کے تبصرہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تفصیل ان کی نظروں سے گذری بھی ہے، یاد نہ رہی تو دوبارہ ایک نظر اس پر ڈال لیں۔ انشاءاللہ بشرطِ انصاف، سوال کا تسلی بخش جواب مل جائے گا۔

## مغالطہ نمبر ۲۵

قاضی صاحب نے اس سلسلے میں بخاری و مسلم کی وہ حدیث ذکر کی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے اجتہادی صواب والے کے لیے دوہرا اور اجتہادی خطأ والے کے لیے اکہرا اجر ارشاد فرمایا ہے پھر لکھتے ہیں:

> "مولانا ابوریحان صاحب جواب دیں[7] کہ خود رسول ﷺ نے بھی اجتہادی اختلاف[8] میں مجتہد کے لیے آخری حد خطأ اجتہادی قرار دی ہے تو کیا آپ ﷺ نے بھی صحابہ کے خالص ذکرِ خیر کے منافی حکم دیا ہے۔[9] العیاذ باللہ ابوریحان اپنے دل و دماغ کا

---

۷- ابوریحان ضرور جواب دیے گا لیکن تب جبکہ قاضی صاحب نے اس حدیث کا یہاں جو مفاد بیان کیا ہے اس کے مطابق پہلے عمل اس حدیث پر ثابت کریں۔

۸- بالکل غلط، آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں اجتہادی اختلاف کا ذکر ہرگز ہرگز نہیں فرمایا۔ کیونکہ یہ تو تب ہوتا جبکہ آپ ﷺ نے مدمقابل متعدد حاکموں کے ایک دوسرے سے مختلف اور متعدد فیصلوں میں سے کسی کو صواب اور کسی کو خطأ کہا ہوتا۔ حالانکہ یہاں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے تو یہاں اکیلے اکیلے حاکم کے اکیلے اکیلے اجتہادی فیصلے میں صواب و خطأ کے دونوں دونوں احتمال بتائے ہیں اور بس۔

۹- یہ بھی بالکل غلط ہے کیونکہ حکم تو اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے کوئی بھی نہیں دیا ہے نہ منافی نہ موافق بلکہ اجتہادی خطأ و صواب اور اس میں اجر و ثواب کا صرف ایک ضابطہ بیان کیا ہے اور بس۔

جائزہ لیں کہ وہ کہاں پہنچ رہے ہیں۔" (صفحہ ۲۴)

قاضی صاحب یہاں اس حدیث سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ خطاً اجتہادی بھی مجتہد کا کامل ذکرِ خیر ہے یہ بات اس حدیث سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ اس پر تفصیلی گفتگو قارئین انشاء اللہ سبائی فتنہ حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہاں تو ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس حدیث کا جو مفاد یہاں قاضی صاحب نے بیان کیا ہے اگر اسی کو صحیح فرض کر لیا جائے تو پھر جتنا الزام وہ اس سے ابوریحان کو دے رہے ہیں اس سے زیادہ خود ان پر آتا ہے اور جتنی ضرورت اپنے دل و دماغ کا جائزہ لینے کی ابوریحان کے لیے ثابت ہوتی ہے اس سے زیادہ خود ان کے لیے ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کہ:

**الف:** آنحضرت ﷺ تو اس حدیث میں قاضی صاحب کے ہی بقول مجتہد کے لیے آخری حد خطا اجتہادی ارشاد فرما رہے ہیں۔ لیکن قاضی صاحب اس حد کو توڑ کر اس سے آگے اور بہت آگے معصیۃ، گناہ، یقیناً سخت نافرمانی، قرآنِ و حدیث کی مخالفت، اللہ و رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی، قصور و جور اور بغاوت تک جا پہونچے ہیں۔

پھر یہ بھی واضح رہے کہ آنحضرت ﷺ نے خطاً اجتہادی کو آخری حد قرار دیا ہے گناہ و نافرمانی وغیرہ وغیرہ کی مراد نہیں قرار دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ مجتہد کو پہلے جی بھر کے گناہ نافرمانی وغیرہ وغیرہ کا مرتکب بنا لو، اس پر اللہ و رسول کے حکم کی خلاف ورزی کا الزام خوب لگا لو پھر اس کی مراد خطا اجتہادی سے بیان کر لو۔ لہذا خطاء اجتہادی سے زائد قاضی صاحب کی یہ سب باتیں نبوی حد بندی کی صریح خلاف ورزی ہی شمار ہوں گی۔

**ب:** میں نے تو ایک طرف خطاً اجتہادی کو ہی ناقص ذکرِ خیر کہا تھا اس کے ساتھ صوابِ اجتہادی کو یہ کچھ نہ کہا تھا اور دوسری طرف اس کو ناقص ہی سہی پر ذکر خیر ہی کہا تھا صحابہؓ سے بدظنی کا باعث نہ کہا تھا اس پر قاضی صاحب مجھے اپنے دل و دماغ کا جائزہ لینے کا فرما رہے ہیں لیکن خود انھوں نے صرف خطاً اجتہادی کو ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ صوابِ اجتہادی کو بھی ذکر خیر ہی نہیں بلکہ صحابہؓ سے بدظن کرنے والا ذکر قرار دیا ہے، اب میرا بھی قاضی صاحب سے یہی سوال ہے کہ کیا آنحضرت ﷺ نے بھی بقول آپ کے خطاً اجتہادی کو آخری حد قرار دے کر صحابہ کرامؓ سے بدظن کرنے والے ذکر کا حکم دیا ہے؟ العیاذ باللہ۔ پھر آنحضرت ﷺ نے بھی بقول آپ کے ہی آخری حد قرار دیا ہے تو صرف خطاً اجتہادی کو ہی قرار دیا ہے، آپ نے اس سے بڑھ کر صوابِ اجتہادی کے ذکر کو بھی جو صحابہ سے بدظنی کا باعث قرار دے دیا ہے۔ تو کیا آپ نے نبوی حد بندی کی دوہری صریح خلاف ورزی نہیں کی؟ اب آپ ہی فرماویں کہ اپنے دل و دماغ کا جائزہ لینے کی زیادہ ضرورت آپ کو ہے یا ابوریحان کو؟

**ج:** ہم ابھی مغالطہ نمبر ۲۳ میں بتا آئے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ صحابہ کرامؓ کی اجتہادی خطاً کو زبان پر لانے سے منع کرتے ہیں۔ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ بھی جھٹ پٹ کسی مجتہد کے بارے میں لفظِ غلطی کے استعمال کو نازیبا اور خلاف احتیاط سمجھتے ہیں، کیا قاضی صاحب، ان حضراتِ اکابر کو بھی اپنے اپنے دل و دماغ کا جائزہ لینے کا ہی مشورہ

دیں گے؟ کیونکہ یہ حضرات تو خطاً اجتہادی کے ذکر سے منع کر کے گویا اس کو ناقص ذکر خیر قرار دے رہے ہیں۔ (۱۰) جبکہ حدیث زیرِ بحث سے مظہری استدلال کے مطابق آنحضرت ﷺ اس کو صحابہؓ کا کاملِ ذکر خیر فرما رہے ہیں۔

**د:** پھر قاضی صاحب یہ بھی تو فرماویں کے صواب والے اجتہاد اور خطاً والے اجتہاد میں درجہ و مرتبہ کے اعتبار سے کوئی فرق ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں دونوں کا اجر مختلف کیوں ارشاد فرمایا؟ اور اگر ان میں فرق ہے تو وہی فرماویں کہ وہ کیا ہے؟ نیز یہ کہ جو فرق ان میں ہے کیا وہ ان کے ذکر میں بھی نہیں؟

**ہ:** انبیاء علیھم السلام کے ناخلف جانشینوں سے جہاد کرنے سے متعلق آنحضرت ﷺ نے کیا حدیث میں فرمایا ہے کہ "فمن جاہدھم بیدہ فھو مومن و من جاھدھم بلسانہ فھو مومن و من جاھدھم بقلبہ فھو مؤمن ولیس وراء ذالک من الایمان حبۃ خردل۔ (صحیح مسلم صفحہ ۵۲/ ج: ۱) ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لفظ مؤمن کی تنوین کے حوالہ سے پہلے ایمان کو کامل دوسرے کو متوسط اور تیسرے ایمان کو ناقص بتایا ہے، (۱۱) کیا قاضی صاحب ان کو بھی اپنے دل و دماغ کا جائزہ لینے کا مشورہ دیں گے؟ کیونکہ آنحضرت ﷺ تو تینوں مجاہدین کو مؤمن فرما رہے ہیں صراحتہً نہ کسی کی کوئی غلطی، خطاً بیان فرما رہے ہیں اور نہ اجر کی کمی، زیادتی کا ہی کوئی ذکر کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود ملا علی قاری رحمہ اللہ تیسرے مومن کے ایمان کو نقصان والا ایمان بتا رہے ہیں جبکہ حدیث زیرِ بحث میں آنحضرت ﷺ نے صواب و خطاً کی تصریح بھی فرمائی ہے اور اجر بھی کم، زیادہ ارشاد فرمایا ہے۔ جو کہ تنوین سے زیادہ واضح قرینہ ہے نقصان کا۔

## مغالطہ نمبر ۲۶

آگے قاضی صاحب نے صحابہ کرام کا ایک دوسرے کی طرف اجتہادی خطاً کی نسبت کرنا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ سے نقل کر کے لکھا ہے:

> "گویا ابوریحان صاحب کا نظریہ ہے کہ صحابہ بھی خالص ذکرِ خیر اور ادھورے اور ناقص ذکرِ خیر میں تمیز نہیں کرتے تھے۔ لا حول و لاقوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔" پھر آگے یہ شعر لکھا ہے:
>
> اللہ نہ ہدایت دے جس کو
> پھر اس کی ہدایت مشکل ہے (صفحہ نمبر ۲۴)
>
> میں پوچھتا ہوں کہ یہ کس احمق اور بے تمیز و بے ہدایت نے کہا ہے کہ صحابہ بھی خالص ذکرِ خیر اور ادھورے و ناخالص ذکرِ خیر میں تمیز نہیں کر سکتے تھے؟ میں تو اپنی کتاب

---

۱۰- کیونکہ اگر وہ اس کو صحابہؓ کا کاملِ ذکرِ خیر سمجھتے ہوئے تو اس کو زبان پر لانے سے منع نہ کرتے، اس کے استعمال کو نازیبا اور خلافِ احتیاط نہ سمجھتے۔

۱۱- مرقاہ بحوالہ فتح الملہم صفحہ: ۲۲۶/ ج: ۱

میں "سبق آموز سلمانی نصیحت" کے مستقل عنوان کے تحت بیان کر چکا ہوں کہ حضرات صحابہ کرامؓ خالص ذکرِ خیر اور ناخالص میں خوب خوب تمیز کر سکتے تھے اور کیا کرتے تھے اسی لیے حضرت سلمانؓ اور حضرت حذیفہؓ کو صحابہؓ کی اونچ نیچ والے واقعات کو لوگوں کے سامنے ذکر کرنے سے بڑی سختی سے منع فرمایا تھا۔ لہذا نہ رکنے پر حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجنے کا ڈر سنایا تھ۔ (دیکھو سبائی فتنہ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۱)

پھر جس علامہ عثمانی رحمہ اللہ نے یہ بات لکھی ہے انھوں نے اور اسی سلسلہ میں ائمہ اربعہ کا مجتہد پر لفظ مخطی کے جھٹ پٹ اطلاق کو نازیبا اور خلافِ احتیاط سمجھنا بھی تو لکھا ہے۔ تو کیا ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا بھی خود علامہ عثمانی رحمہ اللہ کا العیاذ باللہ یہ نظریہ تھا کہ صحابہ کرامؓ خالص و ناخالص ذکرِ خیر میں تمیز نہیں کر سکتے تھے؟ لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ہاں تو قاضی صاحب ذرا یہ بھی تو بتلائیں کہ صحابہ کرامؓ کے ایک دوسرے کی طرف خطاً اجتہادی کی نسبت کرنے سے اس کے ذکر کا کامل ذکرِ خیر ہونا کیسے ثابت ہو گیا؟ زیادہ سے زیادہ اس کے اطلاق کا جواز ہی تو ثابت ہوا؟ تو کیا آپ کے نزدیک کا نفسِ جواز اور اس کا درجۂ کمال دونوں برابر ہیں۔

ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ
و ان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

باقی رہا قاضی صاحب کا مذکورہ شعر؟ تو اس کا پورا جواب تو میں انشاء اللہ "کشف سبائیت" میں ہی دوں گا یہاں انہی کی زبان میں صرف یہ عرض ہے کہ:

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بندِ قبا دیکھ (خارجی فتنہ صفحہ ۲۷۵/ج:۱)

**فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم**

**من سب الانبیآء قتل و من سب اصحابی جلد۔**

**جو انبیاء کو گالی دے اُسے قتل کر دیا جائے اور جو صحابہ کرام کو گالی بکے اس کی دُرّوں سے پٹائی کی جائے۔!**